بیاد

شیخ القرآن والحدیث نائب محدثِ اعظم پاکستان

علامہ مولانا پیر ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اشاعت خاص صد سالہ عرس امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علم سیرت و شمائل نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصنف

حضرت علامہ محمد اظہار النبی حسینی مصباحی

مدرس جامعہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا

باہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

چیئرمین رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سب آفس سمندری فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاعت خاص صد سالہ عرس امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علم سیرت و شمائل نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصنف

حضرت علامہ محمد اظہار النبی حسینی

مدرس جامعہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا

زیر سرپرستی

تصویر نائب محدث اعظم پاکستان

صاحبزادہ پیر ابو الحسن محمد غوث رضوی صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سمندری شریف (پاکستان)

اہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

مہتمم: جامعہ حنفیہ کرول سمندری (پاکستان)

نام کتاب ...... علم سیرت وشمائل نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تالیف ...... محمد اظہار النبی حسینی ابوالعلائی
پسند فرمودہ ...... امین فکر رضا پیر علامہ محمد حامد سرفراز قادری رضوی
خصوصی تعاون ...... مرزا محمد حسنین رضا صاحب، راوی محلہ سمندری
باہتمام ...... محمد شرافت علی قادری رضوی 0344-8672550
چیئرمین رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری
تاریخ اشاعت اوّل ...... ۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ، بمطابق ۲۰۱۸ء
صفحات ۳۲
تعداد ۱۱۰۰
کمپوزنگ ...... سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد 0301-7008928
ناشر ...... رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری (پاکستان)

ملنے کے پتے

□ ...... جامعہ حنفیہ ۴۳۷ گ۔ب کرول سمندری (پاکستان)
فون نمبر: 0344-8672550
□ ...... ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل ۲۵ جاپان منشن ریگل صدر رضا چوک
کراچی (پاکستان) 021-32725150

برائے ایصالِ ثواب

والدین مرحومین محترم مرزا محمد حسنین رضا

نوٹ: اِس کتاب کی پروف ریڈنگ انتہائی احتیاط سے کی گئی ہے اگر پھر بھی کوئی لفظی غلطی نظر آئے تو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کی جا سکے۔ (ادارہ)

امام احمد رضا اور علم سیرت کے عنوان پر کچھ لکھنے سے قبل ایک اہم اور بنیادی بات عرض ہے امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی مصروفیات عقائد و کلام، فقہ و فتاوی اور رد فرق باطلہ میں تھیں؛ اس لیے آپ دیگر فنون کی طرف بوقت ضرورت توجہ فرماتے اور کسی سائل کے سوال یا کسی صاحب علم کی فرمائش پر علمی افادات پر مشتمل رسائل تحریر فرماتے۔ انھی فنون میں سے سیرت و شمائل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ سیرت نگاری کا جو تصور (حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے وصال پر ملال تک کے حالات یکجا کرنا) آج ہمارے اور آپ کے ذہنوں میں ہے، اس اعتبار سے امام احمد رضا خان نے فن سیرت میں کوئی خدمت انجام دی اور نہ سیرت نگاری میں کوئی یادگار چھوڑی۔ البتہ آپ کے فتاوی و تصانیف میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف گوشوں پر جو تحقیق و تدقیق کے جواہر پارے اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض پہلوؤں پر جو مستقل رسالے موجود ہیں، انھیں اگر یکجا کیا جائے تو یقینا اس فن میں بھی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قابل قدر کارنامے دیکھے جا سکتے ہیں۔

علم سیرت اور شمائل نبوی کے میدان میں امام احمد رضا خان کی خدمات کو بحسن و خوبی سمجھنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے سیرت کی تعریف اور اس میں بیان کیے جانے والے موضوعات کو پیش نظر رکھا جائے، پھر آپ کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

سیرت کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

سیرت کے لغوی معنی تو ''طریقہ کار'' یا ''چلنے کی رفتار اور انداز'' کے ہیں۔عربی زبان میں ''فعلة'' کے وزن پر جو مصدر آتا ہے اس کے معنی کسی کام کا طریقہ یا کسی کام کی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اسی معنی کی توسیع کے طور پر عربی زبان میں سیرت کے معنی ''کسی کی طرز زندگی'' یا ''زندگی گزارنے کا اسلوب'' بھی ہیں۔پھر بعد میں سیرت کا لفظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ خاص ہو گیا، چنانچہ محض سیرت کے اطلاق کے وقت دنیا کی تمام مسلم زبانوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آپ کے حوال و کوائف ہی سمجھے جاتے ہیں۔

اصطلاحی طور پر سیرت کا اطلاق فقہا و محدثین کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاد اور غزوات و سرایا میں ان کے طور طریقے اور کفار و مشرکین کے ساتھ معاملات پر ہوتا تھا اور اس کے لیے وہ کتاب المغازی اور کتاب السیر کا عنوان قائم کیا کرتے تھے مگر بعد میں یہ لفظ ایک وسیع معنی و مفہوم میں مستعمل ہونے لگا اور مستقل فن کی حیثیت اختیار کر گیا اور غزوات و سرایا کا بیان اس معنی کا ایک جز قرار پایا۔

فتح الباری میں ہے:

(وَالسِّيَرِ) بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ التَّحْتَانِيَّةِ جَمْعُ سِيرَةٍ وَأُطْلِقَ ذَلِكَ عَلَى أَبْوَابِ الْجِهَادِ لِأَنَّهَا مُتَلَقَّاةٌ مِنْ أَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَوَاتِهِ. (فتح الباری، ج:٦،ص:٤، دارالمعرفۃ، بیروت)

ترجمہ: ''سیر سین کے کسرہ اور یا کے فتحہ کے ساتھ سیرت کی جمع ہے۔ اس کا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آتے ہیں۔''

ہدایہ مع فتح القدیر میں ہے:

(السِّيَرُ جَمْعُ سِيرَةٍ، وَهِيَ الطَّرِيقَةُ فِي الْأُمُورِ، وَفِي الشَّرْعِ تَخْتَصُّ بِسِيَرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي مَغَازِيهِ)

(وَالسِّيَرُ جَمْعُ سِيرَةٍ)وَهِيَ فِعْلَةٌ بِكَسْرِ الْفَاءِ مِنَ السَّيْرِ فَيَكُونُ لِبَيَانِ هَيْئَةِ السَّيْرِ وَحَالَتُهُ، لِأَنَّ فِعْلَةً لِلْهَيْئَةِ كَجِلْسَةٍ وَخِمْرَةٍ...لَكِنْ غَلَبَ فِي لِسَانِ أَهْلِ الشَّرْعِ عَلَى الطَّرَائِقِ الْمَأْمُورِ بِهَا فِي غَزْوِ الْكُفَّارِ... وَفِي غَيْرِ كُتُبِ الْفِقْهِ يُقَالُ: كِتَابُ الْمَغَازِي۔ (فتح القدیر، ج:٥،ص:٤٣٤، دارالفکر، بیروت)

ترجمہ: ''سیر سیرت کی جمع ہے۔ اس کا (لغوی) معنی طور طریقہ ہے اور اصطلاح شرع میں غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال اور طور طریقے کے ساتھ خاص ہے۔''

(وَالسِّيَرُ جَمْعُ سِيرَةٍ) یہ فا کے کسرے کے ساتھ فعلۃ کے وزن پر مصدر ہے تو اس کا معنی چلنے کی ہیئت اور حالت ہوگا، اس لیے کہ فعلۃ کا وزن ہیئت کے لیے ہے جیسے جِلْسَةٍ اور خِمْرَةٍ لیکن علماے شریعت کے نزدیک اس لفظ کا غالب استعمال ان طور طریقوں پر ہوتا ہے جن کا حکم کفار کے ساتھ جنگ میں دیا گیا۔

سیرت کی موجودہ تعریف:

سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب عجالہ نافعہ میں ''سیرت'' کی یہ تعریف تحریر فرمائی:

''آں چہ بوجود با جود پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست، واز ابتداے تولد آں جناب تا غایت وفات، آں را سیرت نامند۔'' (عجالۂ نافعہ، ص:١٨،)

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کے آل واصحاب کرام سے متعلق

جو کچھ بھی ہے۔آپ کی ولادت باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے احوال کو اصحاب علوم وفنون ''سیرت'' کہتے ہیں۔

سیرت کے موضوعات:

فن سیرت اور کتب سیرت میں عموماً جن موضوعات وعنوانات پر گفتگو ہوتی ہے، وہ تدوین کتب سیرت کے مختلف ادوار کے اعتبار سے بنیادی طور پر کثیر اور متحد ہونے کے ساتھ فروعی طور پر مختلف اور کم وبیش بھی ہیں۔اس لیے راقم بعد کے دور میں لکھی جانے والی سیرت کی دونہایت اہم اور معتبر کتاب'' المواھب اللدنیۃ مصنفہ شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی'' اور ''مدارج النبوۃ مصنفہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' کو پیش نظر رکھ کر سیرت کے چند عنوانات ذیل میں ذکر کرتا ہے:

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نسب اور اس کی طہارت، حمل شریف اور ولادت کے وقت عجائبات قدرت، رضاعت اور پرورش، اعلان نبوت، کفار مکہ کے مظالم، ہجرت مدینہ، غزوات وسرایا، شمائل وخصائل، سراپا اور حسن و جمال، اخلاق وصفات عظیمہ، فضل وشرف، دنیا و آخرت میں خصوصیات وکمالات اور مخصوص درجات وفضائل، معجزات، عبادت وریاضت، روزمرہ کے معمولات، ازواج مطہرات، اولاد امجاد، اصحاب کرام اور باندیاں وغیرہ۔

ان تمام موضوعات یا ان میں سے بعض موضوعات پر کلام کرنا یا خامہ فرمائی کرنا سیرت نگاری کے زمرے میں آتا ہے۔اگر اس زاویے سے امام احمد رضا خان کے کتب ورسائل کا مطالعہ کیا جائے اور علم سیرت میں آپ کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یقیناً اس فن میں بھی آپ کے یادگار نقوش ابھر کر سامنے آئیں گے اور تشنگان سیرت وشمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے ذریعہ ملنے والے بیش قیمت تحائف بھی نظر آئیں گے۔

آپ کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کے بعد علم سیرت میں آپ کی خدمات کو کئی جہتوں سے بیان کیا جا سکتا ہے، جو حسب ذیل ہے:

علم سیرت وشمائل میں امام احمد رضا خان نے نثر ونظم بہر دو صنف میں تحریری سرمایہ پیش فرمایا، پھر نثری ونظمی سرمائے دو قسموں پر مشتمل ہیں۔

(۱) آپ نے سیرت کے بعض موضوعات پر مستقل رسالے یا مستقل کلام تحریر فرمائے۔

(۲) کتب ورسائل اور کلام ومناقب میں مختلف مقامات پر سیرت وشمائل کے مختلف گوشوں کو بیان کیا اور قیمتی معلومات فراہم کیں۔

اب ہم درج بالا دونوں قسموں پر قدرے تفصیلی گفتگو کریں گے۔

سیرت کے بعض موضوعات پر امام احمد رضا خان کے مستقل رسالے: امام احمد رضا خان کے زرنگار قلم نے سیرت رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر تقریبا ۲۳ رسائل لکھنے کی سعادت پائی، ان رسائل کے نام اور مختصر تعارف پیش خدمت ہیں۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ خود مؤلف یا کسی مشہور صاحب علم کے قلم سے رسالے کا تعارف پیش کیا جائے بصورت دیگر راقم اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تعارف پیش کرے گا۔

(۱) تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین (۱۳۰۵ھ)

اس کی رسالے کے آغاز واختتام تحریر کی تاریخ سے متعلق امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

> ''یہ رسالہ ششم شوال کو آغاز اور نوزدہم کو ختم اور آج پنجم ذی القعدہ روز جان افروز دوشنبہ کو وقت چاشت مسودہ سے مبیضہ ہوا۔ والحمدللہ رب العالمین۔ ان اوراق میں پہلی حدیث حضرت امیر المومنین مولی المسلمین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے ماثور اور سب میں پچھلی حدیث بھی اسی جناب ولایت مآب سے مذکور۔ امید ہے کہ اس خاتم خلافت نبوت فاتح سلاسل ولایت رضی اللہ عنہ کے صدقہ میں حضور پر نور، عفوغفور، جواد، کریم، رؤف، رحیم، صفوح زلّات، مقیل عثرات، مصحح حسنات، عظیم الھبات، سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین محمد رسول رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین کی بارگاہ بیکس پناہ میں شرف قبول پائے۔''

(رسائل رضویہ، تجلی الیقین، ص:۱۹۶، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

اس رسالے میں اعلی حضرت نے تمام انبیاے کرام علیہم السلام پر حضور ﷺ کی فضیلت میں دس آیات اور سو احادیث بیان فرمائے۔ اعلی حضرت نے خود ہی اپنے قلم سے اس کتاب کا تعارف یوں تحریر فرمایا:

> ''بلامبالغہ اگر توفیق مساعد ہو اس عقیدے کی تحقیق مجلدات سے زائد ہو،مگر بقدرحاجت ووقت فرصت، قلب مؤمن کی تسکین وتثبیت اور منکر بدباطن کی تحزین وتبکیت کو صرف دس آیتوں اور سوحدیثوں پر اقتصار مطلب اور اس معجز عجالہ مسمّی بہ''قلائد نحور الحور من فرائد بحور النور'' کو بلحاظ تاریخ ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' سے ملقب کرتا ہے۔'' (ایضا ص:۴۸)

"الحمدللہ کہ کلام اپنے منتہی کو پہنچا، اوردس آیتوں سو حدیثوں کا وعدہ بہ نہایت آسانی بہت زیادہ ہوکر پورا ہوا۔ اس رسالہ میں قصداً استیعاب نہ ہونے پر خود یہی رسالہ گواہی دے گا کہ تیس سے زائد حدیثیں مفید مقصد ایسی ملیں گی جن کا شمار ان سو میں نہ کیا۔ تعلیقات تو اصلاً تعداد میں نہ آئیں۔ اورہیکل اول میں بھی زیر آیات بہت حدیثیں مثبت مرادگزریں، انہیں بھی حساب سے زیادہ رکھا، خصوصاً حدیث (۱) نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ یہ امت اللہ تعالی کے نزدیک سب امتوں سے بہتر اور افضل ہے (زیر آیت خامسہ) حدیث (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ حضور کی امت سب امتوں سے بہتر اور حضور کا زمانہ سب زمانوں سے بہتر، اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب اصحاب سے بہتر، اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا شہر سب شہروں سے بہتر، وانما شرف المکان بالمکین (مکان کا شرف تو مکین کی وجہ سے ہوتا ہے۔) (زیر آیت اُولی) حدیث (۳) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حدیث (۴) حَبرالامۃ رضی اللہ عنہما کہ صفی سے مسیح تک تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور کے بارے میں عہد لیا گیا (ہر دو زیر آیت نخستین) حدیث (۵) سلطان المفسرین رضی اللہ عنہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ قدر وعزت والا کسی کو نہ بنایا۔ (زیر آیت سابعہ) حدیث (۶) عالم القرآن رضی اللہ عنہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمام انبیاء وملائکہ سے افضل کیا۔ (زیر آیت ثالثہ) کہ چھ حدیثیں تو نصوص جلیلہ اورقابل ادخال جلوہ اول تابش دوم تھیں۔ ان چھ کے یاد دلانے میں میری ایک غرض یہ بھی ہے کہ تابش چہارم میں روایت ہفتم سے روایت یازدہم تک جو چھ حدیثیں قول ہاتف وکاہن ومنامات صادقہ کی گزریں۔ اگر بعض حضرات ان پر راضی نہ ہوں تو ان چھ تصریحات جلیلہ کو ان چھ کا نعم البدل سمجھیں۔ اورسو احادیث مسندہ معتمدہ کا عدد ہر طرح کامل جانیں۔ وللہ الحمد۔"

تنبیہ: فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اس عجالہ میں کہ نہایت جاوزت پر مبنی تھا۔ اکثر حدیثوں کی نقل میں اختصار بلکہ بہت جگہ صرف محل استدلال پر اقتصار کیا۔ مواقع کثیرہ میں موضع احتجاج کے سوا باقی حدیث کا فقط ترجمہ لایا۔ طرق ومتابعات بلکہ کبھی شواہد مقاربۃ المعنیٰ میں بھی ایک کا متن لکھا، بقیہ کا محض حوالہ دیا، اگرچہ وہ سب متون جدا جدا بالاستیعاب بحمداللہ

میرے پیش نظر ہوئے جہاں اتفاق سے کلمات علماء کی حاجت دیکھی وہاں تو غالباً مجرد اشارہ یا نقل بالمعنی یا التقاط ہی پر قناعت کی، ہاں تخریج احادیث میں اکثر استکثار پر نظر رکھی۔ ناظر متفحص بہت حدیثوں میں دیکھے گا کہ کتب علماء میں انہیں صرف ایک یا دو مخرجین کی طرف نسبت فرمائی اور فقیر نے چھ چھ سات سات نام جمع کئے۔ متون اسانید کی تصحیح وتحسین کی طرف جو تلویح ہے اس کا ماخذ بھی ائمہ شان کی تنصیص وتصریح ہے۔ لہٰذا مناسب کہ طالب سند وجویائے تفصیل کے لئے ان بحار اسفار مواج زخّار کے اسماء شمار ہوں جو ہنگام تحریری رسالہ میرے پیش نظر موجزن رہے، اوراپنے صدف خیز قعروں گہر ریز لہروں سے ان فرائد آبدار ولآلی شاہوار کے ماخذ ہوئے۔'' (ایضا،ص: ۱۹۳،۹۴۱)

(۲) الأمن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء (۱۳۱۱ھ)

رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثیر صفات میں سے ایک صفت ''دافع البلاء'' بھی ہے۔ جب اس صفت کے ماننے کو شرک محض کہا گیا تو امام احمد رضا خان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دافع البلاء ہونے کے اثبات میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، دو باب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اس رسالے میں ہے:

''یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ ودو باب وخاتمہ۔''

مقدمہ اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدہ قاہرہ وفائدہ زاہرہ پر مشتمل۔''

(ایضا، الامن والعلی،ص: ۲۰۲)

اس رسالے کے مضامین کے بارے میں منیر العین فی تقبیل الابھامین میں ہے:

''یہ حدیثیں حضرات وہابیہ کی جان پر آفت ہیں اِنہیں دو ۲ پر کیا موقوف فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے بجواب استفتائے بعض علمائے دہلی ایک نفیس وجلیل وموجز رسالہ مسمی بنام تاریخی ''الأمن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء'' (۱۳۱۰ھ) ملقب بلقب تاریخی ''إکمال الطامة علی شرك سوی بالأمور العامة'' تالیف کیا۔ اس میں ایسی بہت کثیر وعظیم باتوں کا آیات واحادیث سے صاف وصریح ثبوت دیا مثلاً قرآن وحدیث ناطق ہیں اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دولت مند کردیا، اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نگہبان ہیں، اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے والیوں کے والی ہیں، اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مالوں کے مالک ہیں، اللہ

ورسول (جل جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) زمین کے مالک ہیں، اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی طرف توبہ، اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی دوہائی، اللہ ورسول (جل جلالہٗ و صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) دینے والے ہیں، اللہ ورسول (جل جلالہٗ و صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے دینے کی توقع، اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے نعمت دی، اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے عزّت بخشی۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی اُمت کے حافظ ونگہبان ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سب کے ہاتھ پھیلے ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آگے سب گڑگڑا رہے ہیں، حضور (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ساری زمین کے مالک ہیں، حضور (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سب آدمیوں کے مالک ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام امتوں کے مالک ہیں، ساری دنیا کی مخلوق حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قبضہ میں ہے، مدد کی کنجیاں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں ہیں، نفع کی کنجیاں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں، جنت کی کنجیاں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں، دوزخ کی کنجیاں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں، آخرت میں عزّت دینا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں، قیامت میں کل اختیار حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مصیبتوں کو دُور فرمانے والے، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سختیوں کے ٹالنے والے، ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بندے، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم نے بیٹا دیا، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم رزق آسان کرتے ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم بلائیں دفع کرتے ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم بلندی مرتبہ دیتے ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم تمام کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں، اولیا کے سبب بلا دُور ہوتی ہے، اولیا کے سبب رزق ملتا ہے، اولیا کے سبب مدد ملتی ہے، اولیا کے سبب مینہ اُترتا ہے، اولیا کے سبب زمین قائم ہے۔ یہ اور ان جیسی بیسیوں باتیں صرف قرآن وحدیث سے لکھی ہیں، وہابی صاحب شرک وغیرہ جو حکم لگانا چاہیں اللہ ورسول کی جناب میں بکیں یا خدا ورسول سے لڑیں اگر لڑسکیں، اس میں یہ بھی روشن دلیلوں سے ثابت کردیا ہے کہ وہابی مذہب نے یوسف علیہ السلام، عیسٰی علیہ السلام، جبریل علیہ السلام اور خود حضور سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہاں تک کہ خود رب العزت جل جلالہ کسی کو سخت شنیع الزام لگانے سے نہیں چھوڑا۔ ضمناً یہ بھی واضح

دلائل سے بتادیا گیا کہ وہابی صاحبوں کے نزدیک جناب شیخ مجدد صاحب ومرزا جانِ جاناں صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبدالعزیز صاحب اور اُن کے اساتذہ ومشائخ یہاں تک کہ خود میاں اسمٰعیل دہلوی سب کے سب پکّے مشرک تھے، غرض وہابی مذہب پر شرک امور عامہ سے ہے جس سے معاذ اللہ ملائکہ سے لے کر رسولوں، بندوں سے لے کر ربِّ جلیل تک، شاہ ولی اللہ سے لے کر ان کے پیروں اُستادوں، شاہ عبدالعزیز صاحب سے خود میاں اسمٰعیل تک کوئی خالی نہیں، وہابیت کا پھاگ، نجدیت کی ہولی، شرک کا رنگ، تقویۃ الایمان کی پچکاری ہے، زور گھنگھور شراٹوں کا شور، سارا جہان شرابور، پولو کی قید نہ اماوس پہ چھور، یہ انوکھا پھاگن بارہ ماوس جاری ہے۔ ؎

اشراک بمذہبے کہ تاحق برسد مذہب معلوم واہل مذہب معلوم

ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

یہ مختصر رسالہ کہ چار (۴) جُز سے بھی کم ہے ایک سوتیس (۱۳۰) سے زیادہ فائدوں اور تیس (۳۰) آیتوں اور ستر (۷۰) سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں مجتمع نہ ملیں گے بحمداللہ تعالیٰ اُس کی نفاست، اُس کی جلالت، اُس کی صولت، اُس کی شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔" (ایضا، منیرالعین، ص)

(۳) إجلال جبريل بجعله خادما للمحبوب الجميل (۱۲۹۸ھ)

امام احمد رضا خان اپنے رسالے تجلی الیقین میں لکھتے ہیں:

"گروہِ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم السلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم وعلٰی آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص ومستثنیٰ جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضور پرنور انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین وخلق اللہ اجمعین سب سے افضل واعلیٰ وبلند وبالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ۔ کلماتِ علمائے کرام میں اس کی تصریح اور فقیر کے رسالہ "إجلال جبريل بجعله خادما للمحبوب الجميل" میں تحقیق وتوضیح۔"

(رسائل رضویہ، تجلی الیقین، ص:۴۶)

اسی رسالے میں دوسرے مقام میں لکھتے ہیں:

"رسالت والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے اور محققین کے نزدیک

ملائکہ کو بھی شامل، کماحققناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالۃ ''اِجلال جبریل''۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر وارض وسماء وجبال وبحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامّہ ودائرہ تامّہ میں داخل ۔'' (ایضاً،ص:۶۱)

(۴) إنباء المصطفى بحال سر و أخفى (۱۳۱۸)

اس رسالے کا تعارف امام احمد رضا خان نے یوں تحریر فرمایا ہے:

'' فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس سوال کے ورود پر ایک مبسوط کتاب ''بحرعباب'' منقسم بہ چار باب مسمّٰی بہ نام تاریخی ''مالی الجیب بعلوم الغیب'' (۱۳۱۸ھ) کی طرح ڈالی۔

باب اول: فصوص یعنی فوائد جلیلہ ونفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔

باب دوم: نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلائل قرآن وحدیث واقوالِ آئمہ قدیم وحدیث۔

باب سوم: عموم وخصوص کہ احاطۂ علومِ محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے۔

باب چہارم: قطع اللصوص یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات نجدیہ ئ نو وکہن کی سرفگنی وتکبر شکنی، مگر فصوص ونصوص کے ہجوم و وفور نے ظاہر کر دیا کہ اطالت تاحدّ ملالت متوقع، لہٰذا باذن اللہ تعالیٰ نفع عامّہ کے لیے اس بحر ذخار سے ایک گوہر شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار سے درمختار مسمّٰی بہ نام تاریخی ''اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون'' (۱۳۱۸ھ) چن لیا جس نے جمع وتلفیق کے عوض نفع وتحقیق کی طرف بحمداللہ زیادہ رُخ کیا۔ اس کے ایک ایک نور نے نورالسمٰوت والارض جل جلالہ کے عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلماتِ باطلہ کا فور ہوتی نظر آئیں۔

یہ چند حرفی فتوی کہ اس کے لمعات سے ایک شعشہ اور بلحاظ تاریخ بنام اِنباء المصطفیٰ بحال سر واُخفی مسمّٰی ہے۔ اس کے تمام اشارات خفیہ کا بیان مفصل اسی پر محول ذی علم ماہر تو ان ہی چند حروف سے اِنشاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کیفر چشانی کرسکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسائل مذکورہ کے لآلی متلالی سے بہرہ ور ہوں، حضراتِ مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیقِ الٰہی مساعدت کرے یہی حرفِ مختصر ہدایت کرے تو ازیں چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم وغلبئِ وہم وقلتِ تدرّب وشدتِ تعصب اپنی تمام جہالاتِ فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں۔ تو اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں۔ جو بہ عنایت الٰہی واعانت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کردے گا۔ ان کا ہر

کاسہ سوال آبِ زلال رَدو ابطال سے بھر دے گا۔ الا انّ موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب ط وما توفیقی الاّ باﷲ علیہ توکلت والیہ اُنیب۔‘‘

(رسائل رضویہ، ج:۳۱، ص:۳۷۴، ۳۷۵)

(۵) زواھر الجنان من جواھر البیان معروف ب سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری (۱۲۹۷ھ)

’’یقین جان کہ وہ جناب مراز اعطر وانور میں بحیات ظاہری، دنیاوی، حقیقی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے پیش از وفات تھے۔ موت ان کی ایک امر آنی تھی، اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا۔‘‘

اعلیٰ حضرت نے اس عبارت میں ’’وہ جناب‘‘ پر حاشیہ لگایا اور لکھا:

’’اس نفیس مقام پر کتاب مستطاب جواہر البیان شریف میں وہ نفحات جاں افروز ونفخاتِ دشمن سوز ہیں جن کی شرح میں فقیر نے کتاب ’’سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری‘‘ تحریر کی، جسے ان حقائق کی تفصیل دیکھنی منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ حق کا رنگ رچا ملے گا اور باطل کا سر لچا، ذٰلک من فضل اللّٰہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون‘‘ (فتاوی رضویہ، ج:۱۰، ص:۸۳۱)

الامن والعلی میں ہے:

’’اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلماء کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمہاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انھیں نے کی تمہارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ دافع البلاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشک وتر وواسطہ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلہ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب ’’سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری‘‘ ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کئے جن

کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ۔"

(رسائل رضویہ، ج:۳۲، الامن والعلی، ص:۲۰۳)

(۶) شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام (۱۳۱۵ھ)

یہ رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ میں معرض تحریر میں آیا، جیسا کہ اسی رسالے کے آخر میں ہے:"الحمدللہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام "نام ہوا۔"

(ایضا، ج:۳۳، شمول الاسلام، ص:۸۰)

درحقیقت یہ رسالہ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالغفار قادری، مدرس اعلی مدرسہ جامع العلوم، بنگلور کی کتاب" ھدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" کی تصدیق میں لکھا گیا۔(حاشیہ: ایضا، ص:۳۵)

" مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا اہل توحید واسلام ونجات تھے، بلکہ حضور کے آباء و امہات حضرت عبداللہ و آمنہ سے حضرت آدم وحوا تک مذہب ارجح میں سب اہل اسلام وتوحید ہیں۔قال اللہ تعالی: اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۲۱۸۰۰ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۲۱۹۰۰

اس آیہ کریمہ کی تفسیر سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔اور حدیث میں ہے کہ رب عزوجل نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیبہ وارحام طاہرہ میں رکھوں گا اور رب عزوجل کبھی کسی کافر کو طیب وطاہر نہ فرمائے گا، اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے۔شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام ۔اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خاص اس باب میں چھ رسالے لکھے۔" (فتاوی رضویہ، ج:۱۴، ص:۲۷۴)

(۷) فقہ شہنشاہ و أن القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۳۲۶ھ)

اس رسالے میں کیا ہے؟ امام احمد رضا کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں:

”یہ مختصر عجالہ بصورت رسالہ ظاہر ہوا، اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا، ایک لفظ شہنشاہ دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم مولائے افخم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قبضہ وتصرف ہے۔ لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام” فقه شهنشاه وأن القلوب بيد الحبيب بعطاء الله “رکھا جائے۔“

(رسائل رضویہ، ج:۳۳، فقہ شھنشاہ، ص:۲۹۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ” شہنشاہ“ کے استعمال کے جواز و عدم جواز پر کلام کرنے سے قبل امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے” شہنشاہ، شاہان شہ اور ملک الملوک“ جیسے الفاظ کے عرف ومحاورے میں شائع اور ذائع ہونے کی ۳۳ر مثالیں پیش فرمائیں، اس کے بعد اس لفظ کے جواز وعدم جواز کی جانب رائے سخن کیا، منع و جواز کی صورتیں، مدارحکم کے ساتھ بیان فرمائے اور مانعین ومجوزین کے دلائل پر بھرپور روشنی ڈالی۔ پھر اپنا یہ فیصلہ تحریر فرمایا:

” جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا: اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا۔ کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ تو خاص روضہ انور کو الٰہی روضہ شاہنشاہی خیابان، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے، وللہ الحمد!۔

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت وحدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مَالِکُ النَّاس، مَلِکُ النَّاس، مَالِکُ الْاَرْض، مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَم ہونا ثابت کر چکا تو لفظ پر اصرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے” شاہنشاہ طیبہ“ کہیے، کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین وآخرین بھی جن میں ملوک وسلاطین سب داخل بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔“ (ایضا،ص:۲۷۸)“

(۸) نفي الفئ عمن بنوره أنار كل شئ (۱۲۹۶ھ)

یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سایہ نہ ہونے کی تصریح فرمانے والے علمائے کرام کے اسمائے گرامی، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہ آنے کی کیفیت، عدم سایہ کے دلائل اور حکمتوں کے بیان پر مشتمل ہے۔ آخر میں بطور خلاصہ فرماتے ہیں:

”بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدعلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ وکج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔“

(ایضا، ج:۳۳، نفی الفئی ص:۱۴۷، ۱۴۸)

(۹) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الأنام (۱۲۹۶ھ)

امام احمد رضا خان رسالہ قمر التمام کے حوالے سے اپنے ایک رسالے میں فرماتے ہیں:

”جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کر خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ ”قمر التمام فی نفی الظل عن سید الأنام“ علیہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدن انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جناب الٰہی نام ”نور“ انہیں کو زیبا، اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے پیشوایان دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ

لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ وابحاث لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطف جانفزا پائے گا۔" (ایضاً،ص:۱۵۱)

(۱۰) ھدی الحیران فی نفی الفئی عن سید الأکوان (۱۲۹۹ھ)

اس رسالے کے معرض تحریر میں آنے کے مقام و حالات اور تاریخ کے بارے میں اسی رسالے میں ہے:

"این ست سطرے چند کہ با عموم غموم، وہجوم ہموم، وتراکم امراض وتلاطم اعراض، برنہجے کہ خدائے خواست، درد وجلسہ گیسو آراست، من فقیری خواستم کہ زلف سخن راشانہ دگر کشم، اما چہ کنم کہ دریں کوردہ از وطن دور، واز کتب مہجور افتادہ ام، ایں جاجزء شفاء ونسیم الریاض، مطالع المسرت وبعض کتب فقہ ہیچک بدستم نیست، ورنہ اولی الانظار دیدندے آنچہ دیدندے۔

ترجمہ: "یہ چند سطریں جس طرح خدانے چاہا، غم واندوہ کے اجتماع اور امراض وعوارض کے ازدحام کے باوجود دو جلسوں میں تحریر کی گئیں، دل چاہتا ہے کہ زلف سخن دوسری کنگھی سے سنواروں، مگر کیا کروں اس اندھی بستی میں وطن سے دور ہوں، کتابیں پاس نہیں، یہاں سوائے شفاء نسیم الریاض، مطالع المسرات اور بعض کتب فقہ کے کوئی کتاب موجود نہیں، ورنہ آنکھ والے دیکھتے جو دیکھتے۔"

ولکن من یرد اللہ خیرہ یشرح بھذا القدر صدرہ وماذلك علی اللہ بعزیز ان ذلك علی اللہ یسیر، ان اللہ علی کل شی قدیر، وکان ذلك لمنتصف جمادی الاخری عام تسع وتسعین بعد الالف والمائتین.

ترجمہ: "لیکن اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرمائے اسی قدر سے اس کا سینہ کھول دے، اور اللہ تعالیٰ پر یہ کوئی مشکل نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے یہ آسان ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ یہ نصف جمادی الاخری ۱۲۹۹ھ کو مکمل ہوا۔" (ایضاً، ہدی الحیران، ص:۲۳۰)

رسالہ فتاوی کرامات غوثیہ اس رسالے کی ایک جزوی جھلک ان لفظوں میں ہے:

"جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء واولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس حضور پرنور سید الاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ عنہ

کی حاضری، کیا جائے تعجب وانکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محل استعجاب ہے اک ذرا انصاف واندازہ قدر قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق:

(میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ت) فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ ''ھدی الحیران فی نفي الفئ عن سید الأکوان ''میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلمات علماء ومشائخ میں ان کا ذکر کافی۔''

(فتاوی رضویہ، ج:۲۸، ص:۴۱۱)

قولہ واقول کی طرز پر یہ رسالہ دو فصل پر مشتمل ہے۔ فصل اول میں ارتفاع نزاع کے لیے تین تمہیدی مقدمات کے ساتھ سائل کے چند قولہ کے جواب میں محققانہ اقول کے جواہر موجود ہیں۔ جب کہ فصل دوم میں چند قولہ کے جواب میں تحقیقی اقول کے جلوؤں کے ساتھ مصنف کی جانب سے مخالف پر قائم کیے گئے دس سوالات بھی ہیں۔

صرف اس ایک رسالے کے مطالعے کے بعد امید ہے کہ قاری پر امام احمد رضا کی فن حدیث اور منطق وفلسفہ میں گہری معلومات بلکہ ان فنون میں مہارت اور فارسی دانی روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی۔

(۱۱) منیة اللبیب أن التشریع بید الحبیب (۱۳۱۱ھ)

اپنے موضوع پر نہایت نفیس ابحاث، سینکڑوں احادیث اور امام الوہابیہ کے رد بلیغ پر مشتمل اس رسالے کی تعریف اعلیٰ حضرت کے الفاظ میں پڑھیے، فرماتے ہیں:

''الحمد للہ یہ تذییل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جد اشمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تذییل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم ﷺ کے اقتدار واختیار کا ظاہر کرنے والا یک مستقل رسالہ بنائے اور بنام ''منیة اللبیب أن التشریع بید الحبیب ۱۳۱۱ھ'' موسوم ٹھہرائے۔'' (رسائل رضویہ، ج:۳۲، منیة اللبیب، ص:۴۱۸)

(۱۲) طیب المنیة فی وصول الحبیب الی العرش و الرویة معروف بہ منبہ المنیة بوصول الحبیب الی العرش والرویة (۱۳۲۰ھ)

اس رسالے میں کئی مضامین زیر بحث آئے ہیں (۱) معراج معراج جسمانی تھا یا روحانی، (۲) دیدار الٰہی اپنی آنکھوں سے کی یا نہیں؟ (۳) احادیث مرسل ومعضل کے قبول وعدم قبول۔
شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار الٰہی کی نعمت سے شرف یاب ہونے کا ثبوت احادیث مرفوعہ، آثار صحابہ، اخبار تابعین اور ما بعد تابعین ائمہ وعلما کے اقوال سے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے اور دوسرے مسئلے کا بھی مختصر مگر مدلل بیان ہے۔

(۱۳) جمان التاج فی بیان الصلوۃ قبل المعراج (۱۳۱۶ھ)

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس رسالے میں معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل نماز کا بیان ہے۔ اس میں قبل معراج نماز کی کیفیت کا تفصیلی اور واقعۂ معراج کا ضمنی بیان ہے۔ اس میں موجود سوال اور جواب کی ایک جھلک سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:
سوال ہے کہ ”حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نبوت قبل شبِ معراج جو دو ۲ وقتوں میں نماز پڑھتے تھے وہ کس طور پر ادا فرماتے تھے؟ بینوا توجروا۔“
جواب میں فرماتے ہیں: ”پیش از اسراء دو وقت یعنی قبل طلوعِ شمس وقبلِ غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علماء کو خلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔
تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نمازیں پڑھتے۔ نمازِ شب کی فرضیت تو خود سورہ مزمل شریف سے ثابت اور اُس کے سوا اور اوقات میں بھی نماز پڑھنا وارد عام ازینکہ فرض ہو یا نفل۔
بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے، اقول ملاحظہ آیات واحادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی اُس میں طہارتِ ثوب بھی تھی، وضو بھی تھا، استقبالِ قبلہ بھی تھا، تکبیر تحریمہ بھی تھی، قیام بھی تھا، قراءت بھی تھی، رکوع بھی تھا، سجود بھی تھا، ماعت بھی تھی، ہر بھی تھا۔ (رسائل رضویہ، ج:۹، ص:۱۸)“

(۱۴) صلات الصفا فی نور المصطفی (۱۳۲۹ھ)

اس رسالے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا ثبوت اور نور خدا ہونے کا معنی بیان کیا گیا ہے، نیز نور خدا ہونے پر اعتراضات کے شافی جوابات عام فہم مثالوں کی روشنی میں دیے گئے ہیں۔

(۱۵) نطق الهلال بأرخ ولاد الحبيب والوصال (۱۳۱۷ھ)

یہ رسالہ دو فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں استقرار نطفۂ زکیہ کے ماہ وتاریخ حمل شریف

کی مدت، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن اور قمری و شمسی ماہ و تاریخ، کا مدلل بیان ہے۔
دوسری فصل میں حضور اقدس ﷺ کی تاریخ وفات کی بہت نفیس تحقیق ہے۔ سائنس وزیج کی روشنی میں بھی صحیح تاریخ وفات بیان کی گئی ہے اور آخر میں شبلی نعمانی کا رد بھی ہے۔

(۱۶) المیلاد النبویۃ فی میلاد الرضویۃ

یہ رسالہ درحقیقت بارہ ربیع الاول شریف کی شب میلاد مبارک کے موقع پر کی گئی اعلی حضرت کی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک مدلل ایمان افروز خطاب کا مجموعہ ہے۔ اس خطاب کو سپرد قرطاس کرن ے کے بعد امام احمد رضا خان کو سنا کر چیک کروالی گئی تھی۔ یہ خطاب حیات اعلی حضرت مصنفہ ملک العلما علامہ سید ظفر الدین بہاری میں شامل ہے۔ (سرورق المیلاد الرضویۃ)

(۱۷) عروس الأسماء الحسنی فیما لنبینا من الأسماء الحسنی (۱۳۰۶ھ)

یہ رسالہ ۱۳۰۶ھ میں معرض وجود میں آیا۔ اردو زبان میں ہے اور اس میں حضور ﷺ کے ہزار سے زائد اسمائے گرامی کا بیان ہے۔ (تصانیف امام احمد رضا، ص:۳۶)

(۱۸) الموہبۃ الجدیدۃ فی وجود الحبیب بمواضع عدیدۃ (۱۳۲۰ھ)

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس رسالے میں نبی کریم ﷺ کا بیک وقت متعدد مقامات میں حاضر ہونے کا بیان ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں لکھا گیا۔ قریب الذکر دونوں رسالے غیر مطبوعہ ہیں۔ (ایضا، ص:۳۷)

(۱۹) حاشیۃ الخصائص الکبری

(۲۰) حاشیۃ شرح شفا ملا علی قاری

(۲۱) حاشیۃ زرقانی شرح مواہب

اعلی حضرت نے کثیر عربی کتابوں پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ یہ حواشی انھیں میں سے ہیں۔ ان پر مزید گفت گو نہیں کی جاسکتی اس لیے کہ اب تک یہ غیر مطبوعہ ہیں۔ البتہ تینوں میں اول الذکر بہت جلد صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر طبع ہو کر منظر عام پر آنے والا ہے۔

امام احمد رضا خان کے کتب و فتاوی میں بکھرے واقعات سیرت: سیرت کے مختلف موضوعات پر امام احمد رضا کی مستقل تصانیف اور اس کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم آپ کے کتب و رسائل اور فتاوی میں مختلف مقامات میں بکھرے ہوئے چند مشہور واقعات سیرت رسول ﷺ اور اس کے متعلق تحقیق کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

اگلے انبیائے کرام کا حضور ﷺ کی ولادت کی بشارت دینا: نبی آخر الزماں ﷺ کی ولادت کی بشارت بھی سیرت رسول ﷺ کا ایک اہم موضوع ہے۔ کثیر سیرت نگار علماے

کرام نے اپنی کتابوں میں ان بشارتوں کو جمع فرمایا۔ جب ہم کتب اعلیٰ حضرت کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہم اس اہم موضوع پر بھی کثیر مواد پاتے ہیں، جیسا کہ "جزاء اللہ عدوّہ باباۂ ختم النبوّۃ" میں ہے:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، جب آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی یا رب اسئلك بحق محمد ان غفرت لی (الٰہی! میں تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما) ارشاد ہوا: اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیوں کر پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کی: الٰہی! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نامِ پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا: صدقت یا اٰدم انه لاحب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد ما خلقتك. زاد الطبرانی وهو اٰخر الانبیاء من ذرّیتك.

اے آدم! تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

"ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: لما خلق اللہ اٰدم اخبره ببنیه فجعل یرٰی فضائل بعضهم علٰی بعض فراٰی نوراً ساطعا فی اسفلهم. فقال یا رب من هذا قال هذا ابنك احمد و هو الاول وهو الاٰخر وهو اول شافع واول مشفع۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

حضرت ابراہیم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابن سعد عامر شعبی سے راوی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ارشاد ہوا: انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامیّ الذی یکون خاتم الانبیاء۔

ترجمہ: بیشک تیری اولاد میں قبائل درقبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امّی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہوصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت یعقوب اور خاتم الانبیاء: محمد بن کعب قرظی سے راوی: اوحی اللہ تعالیٰ الی یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوكا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیكل بیت المقدس، وهو خاتم الانبیاء، واسمه احمد.

ترجمہ: اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اشعیاء اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی: قال اوحی اللہ تعالیٰ الی اشعیاء انی باعث نبیا امیا افتح به آذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا، مولده بمكة ومهاجره بطیبة وملكه بالشام (وساق الحدیث فیه الكثیر الطیب من فضائله وشمائله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم الی ان قال ولا جعلن امته خیر امة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الی ان قال) اختم بكتابهم الكتب بشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان. الحدیث الجلیل الجمیل.

ترجمہ: اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی اُمی کو بھیجنے والا ہوں، اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا، اس کی پیدائش مکّے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام، میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر وافضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

(ایضا، ج:۸:۳۰، جزاء اللہ عدوہ، ص: ۱۵۴-۱۵۸)

بشارت میلاد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا، میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی

بعثت کا زمانہ قریب آ پہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مُدعی نکل کھڑا ہو، تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہوا گر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہوجائے گا، یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: **محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ** (الحدیث) محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

راہب کا استفسار: بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الھواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے، ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا: **اما انہ سوف یبعث منکم وشیکا نبی فسارعوا الیہ وخذوا بحظکم منہ ترشدوا فانہ خاتم النبیین** سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا، انتہی، **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**

قبل از ولادت شہادت ایمان: زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ عنہم موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی و رسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دیتے، ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ عنہ سے ملا مکہ معظّمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہوچکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ السلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک

احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا سلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔ فانی بلغت البلاد کلها اطلب دین ابراهیم، وکل من اسأل من الیهود والنصارٰی و المجوس یقول هذا الدین وراء ك، وینعتونه مثل ما نعته لك، ویقولون لم یبق نبی غیره کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود ونصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔ عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا: قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

انشراح صدر: ''ابونعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ سے موصولاً راوی وھذا لفظ المرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا: انت محمد رسول اللہ المقفی الحاشر۔ (الحدیث ھذا مختصر) حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث متصل میں یوں ہے: جبریل نے اتر کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم چاک کیا، پھر کہا: قلب وکیع فیه اذنان سمیعتان و عینان بصیرتان محمد رسول الله المقفی الحاشر (الحدیث)

مضبوط ومحکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا، محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔ (ایضا، ص: ۱۶۴-۱۶۷)

مدینہ طیبہ میں حضور کی تشریف آوری: اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے، زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی و شادمانی ہے کہ درو دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ چھما چھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک کا نور کا بقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوق دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا اللہ داع

ترجمہ: ''ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محوِ نغمہ سرائی ہیں کہ:

نحن جوارٍ من بنی النجار
یا حبذا محمد من جارٍ

ترجمہ: ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔ اے نجاریو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔

غزوۂ بدر:

یہود کی مدد قبول نہ کی: صحیح مسلم وسنن اربعہ ومشکل الآثار امام طحاوی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کو تشریف لے چلے سنگستان وبرہ میں (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت وبہادری مشہور تھی حاضر ہوا، اصحاب کرام اسے دیکھ کر خوش ہوئے، اس نے عرض کی: میں اس لئے حاضر ہوا کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اس میں سے میں بھی پاؤں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اتؤمن باللہ ورسولہ کیا تم اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: ''فارجع فلن نستعین بمشرك'' تو پلٹ جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ پھر حضور تشریف لے چلے جب ذوالحلیفہ پہنچے (کہ مدینہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا، صحابہ خوش ہوئے کہ واپس آیا وہی پہلی بات عرض کی اور حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: ''فارجع فلن نستعین بمشرك'' واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے، پھر حضور تشریف لے چلے جب وادی میں پہنچے وہ پھر آیا اور صحابہ خوش ہوئے اس نے وہی عرض کی۔ حضور نے فرمایا: کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: فنعم اذن ہاں اب چلو۔ (فتاوی رضویہ، ج:۱۴، ص:۴۹۶)

دوران جنگ کون کہاں مرے گا؟ صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی: ان رسول اللہ ﷺ کان یرینا مصارع اھل بدر وساق الحدیث الی ان قال فانطلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی انتھی الیھم فقال یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ھل وجھتم ما وعدکم اللہ ورسولہ حق فانی قد وجدت ماوعدنی اللہ حقا قال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیھا قال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کنویں میں بھر دئے گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لیام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا، اور فرمایا: تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالٰی نے مجھے دیا تھا۔ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور نے ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:۹، کتاب الجنائز، ص:۷۲۷) (۱۸۱ سافٹ ویئر)

جنگ میں فرشتوں کی مدد:

ابوبکر ابن ابی شیبہ مصف اور ابوداؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ امدنی یوم بدر وحنین بملئکۃ یعتمون ھذہ العمۃ وقال ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان۔

ترجمہ: ”بیشک اللہ عزوجل نے بدر وحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بیشک عمامہ کفر وایمان میں فارق ہے۔“

(ایضا، ج:۶، ص:۲۱۱)

کفار کی لاشوں سے خطاب: صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر وساق الحدیث الی ان قال فانطلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

حتی انتھی الیھم فقال یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ھل وجھتم ما وعد کم اللہ ورسولہ حق فانی قد وجدت ما وعدنی اللہ حقا قال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیھا قال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کا فرقتل ہوگا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کنویں میں بھر دئے گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لیام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا، اور فرمایا: تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور نے ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔

غنیمت بدر میں حضرت عثمان غنی کا حصہ: صحیح بخاری وترمذی ومسند احمد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ان لك اجر رجل من شھد بدرا وسھمہ بیشک تمہارے لئے حاضران بدر کے برابر ثواب اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابو داود میں انہیں سے ہے: فضرب لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسھم ولم یضرب لاحد غاب غیرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔ (ایضاً، ج:۳۰، ص:۵۴۰)

غزوۂ احد:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ: طلحہ بن عبیداللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: روز احد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھادیا کہ مشرکین سے

آڑ ہوگئی ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے پس پشت دس مبارک سے ارشاد فرمایا: هذا جبريل يخبرني انه لايراك يوم القيٰمة في هولٍ الا انقذك منه. ابن عساکر رضی الله تعالیٰ عنه۔

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ! وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔ (ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ ت) (ایضا، ص:۶۲۶)

یہود کی مدد قبول نہ کی: امام واقدی مغازی اور امام اسحٰق بن راہویہ مسند اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر ومعجم اوسط میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم روز احد تشریف لے چلے جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا: یہ کون ہیں؟ عرض کی گئی: یہودی بنی قینقاع قوم عبداللہ بن سلام خلفائے عبداللہ بن اُبی (یہ لفظ طحاوی ہیں اور لفظ ابن راہویہ یوں ہی عرض کی گئی یہ عبداللہ بن اُبی ہے اپنے حلیفوں کے ساتھ کہ قوم عبداللہ بن سلام کے یہود ہیں، اور لفظ واقدی میں ہے یہ ابن اُبی کے حلیف یہودی ہیں اور لفظ طبرانی میں ہے یہ عبداللہ بن اُبی ہے چھ سو یہودیوں کے ساتھ کہ اس کے حلیف ہیں فرمایا: کیا اسلام لئے آئے؟ عرض کی: نہ۔ وہ اپنے دین پر ہیں۔

فرمایا: قل لهم فليرجعوا فانا لانستعين بالمشركين على المشركين ان سے کہہ دو لوٹ جائیں ہم مشرکوں پر مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔ (ایضا، ج:۱۴، ص:۴۹۶)

منظوم سیرت نگاری:

سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیشتر سرمایہ عربی زبان میں ہے اور وہ بھی نثر کی صورت میں۔ مگر نظم اپنے اندر ایک مخصوص افادیت اور خاص تاثیر رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے سیرت و مدحت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرمایہ جہاں نثر میں موجود ہے وہیں نظم میں بھی سیرت کا خزانہ موجود ہے۔ منظوم سیرت و مدحت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا آغاز تو عہد نبوی میں ہی ہو چکا تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ کتب سیرت میں نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں آپ کی ولادت سے قبل بھی مدحیہ منظوم اشعار دیکھنے اور پڑھنے کو ملتے ہیں۔

جہاں تک منظوم سیرت نگاری میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کی بات ہے تو مشہور زمانہ سلام رضا کو "منظوم سیرت" تسلیم کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، اس لیے کہ اس سلام میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ، ہجرت، جلوۂ جہاں آرا، فضائل، خصائص، آل و اہل بیت، ازواج مطہرات، اصحاب کرام، امت محمدی کے فحول علماے کرام وغیرہ کا ذکر جمیل ہے۔

سلام رضا کے بارے میں نامور شاعر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی صاحب لکھتے ہیں:

"روز مرہ محاورات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا پورا سلاست زبان و زور بیان کا مرقع ہے۔آپ کا مشہور سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" جس کے ۱۷۲ اشعار ہیں اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔نیز سلالت و روانی اور زور بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا، اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے ایسے جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقد ثریا بھی خجل ہوجائے۔سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے جس کی داد دینے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔(امام نعت گویاں،ص:۶۴،بحوالہ شرح سلام رضا،ص:۵۲،اس:اکمک پبلیشر، دہلی)

اس سلام میں بڑی خصوصیات پوشیدہ ہیں جنہیں اہل فن ہی دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں، ہم جیسے ظاہر بیں اور فن شعر و ادب سے نا آشناؤں کے بس کی بات نہیں۔اس لیے فقیر راقم اس سلام کی ایک ضخیم شرح سے اس کی چند خصوصیات اور اس خصوصیات کے بیان ترتیب کو من وعن نقل کر رہا ہے۔ان خصوصیات کو پڑھنے کے بعد امید کہ قاری اس بات میں یقین کی منزل کو پہنچ جائے کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلاشبہ سیرت و شمائل نبوی کی حسین وادی میں سیر کی اور اس کی بھینی بھینی خوشبوؤں کو اپنے دامن فکر میں محفوظ کیا اور پھر ان خوشبوؤں کو الفاظ کا پیکر دے کر ہمارے لیے راحت قلب و جاں کا سامان کیا۔

خصوصیات سلام رضا:

(۱) اس میں حضور علیہ السلام کے سراپا کا بھی بیان ہے۔
(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مقدس اداؤں کا نہایت ہی خوب صورت انداز میں تذکرہ ہے۔
(۳) یہ آپ کی ذات اقدس کے علاوہ آل، اصحاب، اولیا اور تمام امت پر سلام ہے۔
(۴) ہر شعر میں قرآن و حدیث کی تعلیمات بڑے ہی احسن انداز میں بیان کر دی گئی ہے۔
(۵) یہ سلام آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صورت کے بیان کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی کا شاہکار ہے۔
(۶) اس کے اشعار میں تاریخ اسلام کے عظیم واقعات کو اچھوتے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔
(۷) اس میں سراپا بیان کرتے وقت اردو کے انھی الفاظ کا انتکاب کیا گیا ہے جو عربی میں استعمال ہوئے تھے۔
(۸) حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عظیم معجزات کا ذکر بھی نہایت ہی احسن انداز میں کیا گیا ہے۔

ترتیب سلام:

(۱) پہلے تیس اشعار میں حضور علیہ السلام کے خصائص، کمالات اور معجزات کے ساتھ ساتھ اس بات

کو بھی واضح کیا ہے کہ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کا وجود مسعود بے مثل اور ہر شئی کے وجود کی علت وسبب ہے۔

(۲) اکتیسویں شعر سے اکیاسی تک آپ کے سراپا کا بیان ہے جس میں ہر ہر عضو، اس کی اہم خصوصیت اور اس کے حسن و جمال اور برکات کا تذکرہ ہے۔

(۳) بیاسی تا نوے میں آپ کی ولادت باسعادت، بچپن، رضاعت رضاعی والدہ، رضاعی بھائی بہنوں کے ساتھ تعلقات کا بیان ہے۔

(۴) اکیانوے تا ناوے کا حصہ خلوت و ذکر وفکر، بعثت مبارکہ، شان سطوت اور غلبۂ دین پر مشتمل ہے۔

(۵) سو تا ایک سو چار آپ کی غزوات میں شرکت اور جرأت و بہادری کا ذکر ہے۔

(۶) ایک سو پانچ سے ایک سو سترہ تک کا حصہ خاندان نبوی اور گلشن زہرا کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔

(۷) ایک سو اٹھارہ تا ایک سو چھبیس آپ کی ازواج مطہرات کے درجات وکمالات پر مبنی ہیں۔

(۸) ایک سو ستائیس تا ایک سو تینتالیس صحابہ، خلفاے راشدین اور عشرہ مبشرہ کی خدمت میں سلام ہے۔

(۹) ایک سو چوالیس تا ایک سو انچاس میں تابعین، وتبع تابعین اور تمام آل رسول پر سلام ہے۔

(۱۰) ایک سو پچاس اور ایک سو اکیاون، ان دو اشعار میں ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا مبارک تذکرہ ہے۔

(۱۱) ایک سو باون تا ایک سو چھپن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری ہے۔

قارئین کرام! بنظر غائر اس سلام کے مضامین وخصوصیات کو پڑھنے کے بعد ہم اور آپ اس نتیجے نہیں پہنچتے کہ واقعی امام احمد رضا خان نے سیرت اور سیرت نگاری کی دنیا میں بھی شجرکاری کی اور اہل ذوق کے لیے تسکین ذوق کا سامان فراہم کیا؟

حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نسب اور اس کی طہارت، حمل شریف اور ولادت کے وقت عجائبات قدرت، رضاعت اور پرورش، اعلان نبوت، کفار مکہ کے مظالم، ہجرت مدینہ، غزوات وسرایا، شمائل وخصائل، سراپا اور حسن و جمال، اخلاق وصفات عظیمہ، فضل و شرف، دنیا و آخرت میں خصوصیات و کمالات اور مخصوص درجات و فضائل، معجزات، عبادت و ریاضت، روزمرہ کے معمولات، ازواج مطہرات، اولاد امجاد، اصحاب کرام کے متعلق مواد کی جمع وترتیب کا نام ہی تو سیرت نگاری ہے۔

علاوہ ازیں امام احمد رضا خان کے مجموعۂ نعت ومناقب ''حدائق بخشش'' میں سیرت

کے بعض مخصوص موضوعات پر مستقل کلام بھی ملتے ہیں اور مختلف کلاموں میں متفرق طور پر تو پوری سیرت کے حوالے سے اشعار موجود ہیں۔ اب ہم بلا تمہید وتبصرہ صرف سیرت کے کسی گوشے کو بطورعنوان ذکر کرکے اس عنوان سے متعلق مستقل کلام ہو تو اس کے چند اشعار یا مختلف کلام میں موجود اس عنوان کے اشعار ذکر کریں گے۔

واقعۂ معراج پر مستقل کلام

معراج کی خوشیاں:

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

براق کا بیان:

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

مسجد اقصیٰ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت:

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

سدرہ سے آگے نہ بڑھ پانا:

جلو میں مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

معراج موسیٰ اور معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

لامکاں کا بیان:

سراغ این ومتی کہاں تھا نشان کیف و الی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

مقام دنیٰ تدلیٰ کا بیان

وصال حبیب کا بیان

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنی تدلی کے سلسلے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے لیے دعا:

نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواروی تھی کیا کیسے قافیے تھے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سراپا نور ہیں:

ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان:

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارہویں تاریخ:

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اِک ستارہ نور کا

زلف عنبریں:

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف:

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں، الٰہی! بول بالا نور کا

صورت وجسم انور:

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

نورانیت اور سایہ

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

نسل پاک اور گھرانہ:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

رخ انور اور اس سے متعلق اعضا:

ک گیسو، ہ دہن، ی ابرو، آنکھیں ع ص
کھٰیٰعص اُن کا ہے چہرہ نور کا

مقطع قصیدہ نور:

اے رضؔا! یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

متفرق کلام میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا

خُلق اور خَلق کا بیان:

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول — لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خَلق کو حق نے جمیل کیا — کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

قامت زیبا:

شاخ قامت شہ میں زلف وچشم و رخسار ولب ہیں — سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

زلف دوتا ورخ انور:

لک بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل — توے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برساجانا

ہے کلام الٰہی میں شمس الضحی تیرے چہرۂ نورفزا کی قسم — قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

ابروے مبارک:

اشارہ کردیں اگر وہ کمان ابرو کا — ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو — سلام ابروے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

گیسوے مبارک:

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو — حور بڑھ کر شکن ناز پر وارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں — سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

کلام وسخن:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں — وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

تیرے آگے یوں ہے دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے — کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

ادارہ کی دیگر کتب

رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری **0344-8672550**